

پیش لفظ

”مذہب اور تخلیق کائنات“ آپ کے ہاتھوں میں ہے، اس پر ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

گزشتہ ہنگامی حالات نے سب سے زیادہ ادارہ کو متاثر کیا ”جین مت اور خدا پرستی“ کا مسودہ یکم ستمبر کو کتابت کے لئے تیار رکھا تھا لیکن ۴۸ صفحات کا یہ کتابچہ پورے دو مہینے میں کتابت و طباعت کے مراحل طے کر سکا اور بروقت اشاعت کا سارا منصوبہ دھرا کا دھرا رد گیا۔ بہر حال اب ہم پھر اشاعت کو بروقت لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ہنگامی حالات کا اثر ادارہ کی مطبوعات کی اشاعت پر بھی پڑا، اشاعت پہلے ہی کم تھی اب اور بھی کم ہو گئی، کتنے ہی ایجنٹ ادارہ کے بھی خواہ ہیں جو ڈی، آئی، آر کے اندھے گونگے اور ہیرے قانون کی زد میں آچکے ہیں اور اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ کب جیل سے باہر آ سکیں گے۔ کیا ادارہ کے قدر دان اب بھی توسیع اشاعت کی طر متوجہ ہونگے؟ خدا کا شکر ہے کہ ڈیڑھ سال سے بھی کم عرصہ میں کتاب کا پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا، اب ہم نظر ثانی اور ترمیم و اضافہ کے بعد دوسرا ایڈیشن شائع کر رہے ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تصورِ تخلیق کی اہمیت

کائنات ازلی وابدی ہے اور اُس کا کوئی خالق نہیں یا وہ کسی خالق کی قدرتِ تخلیق کا کرشمہ ہے؟ اگر کوئی خالق ہے تو وہ ایک ہی ہے یا متعدد ہستیوں نے کائنات کو پیدا کیا ہے؟ کائنات نیست سے ہست ہوئی ہے یا ازلی وابدی اشیاء کی ترکیب و امتزاج سے وجود میں آئی ہے؟ کائنات خدا کے وجود ہی کا ایک ماویٰ ظہور ہے یا اُس سے الگ اپنا وجود رکھتی ہے؟ یہ سوالات فلسفہ مذہب اور ہر نظامِ زندگی کے لئے بنیادی اہمیت رکھتے ہیں اور ان کے جو جوابات کوئی فلسفیانہ مسلک، مذہب یا نظام دیتا ہے اُسی کی بنیاد پر اُس کے پورے ڈھانچہ کی تعمیر ہوتی ہے اور اسی کی بنیاد پر اُس کا تصورِ اہمیت، تصورِ کائنات اور تصورِ اخلاق بنتا ہے۔ یورپ کا فلسفہ اسی اور اشتراکیت کا پورا نظام اسی فلسفہ پر مبنی ہے۔ کائنات کے لئے کسی ذاتِ کائنات نہیں، وہ کائنات یا مادہ یا دونوں کو ازلی وابدی مانا ہے۔ اگرچہ موجودہ سائنس تحقیقات کی روشنی میں کائنات تو کائنات، خود مادہ کی ازلیت و ابدیت متفقہ ہرگز رہ گئی ہے۔ اور اسی لئے وہ خدا، آخرت، مذہب، اخلاقی اقدار اور روحانیت ہر شے کا منکر ہے۔ مذہب میں سے ہر مذہب کا تصورِ تخلیق دوسرے سے مختلف ہے اور اسی کے مطابق اُس کے تصورِ اہمیت، تصورِ انسان اور اُس کے پورے نظام کی تعمیر ہوئی ہے۔ ہم آئندہ صفحات میں چند مذہب کے تصورِ تخلیق کو مختصر وضاحت کے ساتھ آپ کے سامنے رکھیں گے اور آخر میں یہ بتائیں گے کہ اسلام کا تصورِ تخلیق کیا ہے؟

جین مت کا تصور

مذہب میں سے جین مت اس لحاظ سے قابل ذکر ہے کہ وہ مذہب ہے جو
ہوئے بھی خالق کائنات کا منکر ہے، ایسا کیوں ہے؟ ایک جینی مصنف بابو
رکھ داس کی زبانی سنئے :-

”اس بات کو جینی بھی مانتے ہیں کہ دنیا کی حالت میں ہمیشہ تبدیلی
ہوتی رہتی ہے لیکن ایسا نہیں مانتے کہ کسی وقت میں تمام دنیا فنا
ہو کر میدان خالی ہو جائے یا تمام دنیا ایک ہی مرتبہ پیدا ہو جاتی
ہے۔ درحقیقت دنیا کے وجود کے لئے جو پورے کرکٹ کے اوصاف اور ان
کا ایک دوسرے پر اثر کرنا ہی کافی ہے، پریشور کی طرف سے کسی کام
کی کوئی ضرورت نہیں۔“

دوم جبکہ پرمانند پورن ہے تو پھر اس نے دنیا کو
کیوں پیدا کیا؟ اگر وہ دنیا کو پیدا و ناس کرتا ہے تو ضروری بات ہے
کہ اس کی اچھا یعنی خواہش ہے کیونکہ بغیر اچھا کے کرم نہیں ہوتا اور
کرم اور اچھا اسی کے ہوتے ہیں جو پورن یعنی کامل نہیں ہوتا ہے
جس میں کسی بات کی کمی ہوتی ہے اور جس کے اچھا ہے وہ پرمانند
ہرگز نہیں ہو سکتا، اچھا ہی دکھا اور اچھٹا کی نشانی ہے۔۔۔۔۔ سم
دیکھتے ہیں کہ جب ہم کو خواہش ہوتی ہے اس وقت خوشی نہیں ہوتی،

۱۔ روح مادہ کے کامل مرتبہ والا کامل فعل کا کامل مرتبہ والا کامل ہے کلی۔

جب تک وہ خواہش پوری نہ ہو اُکلتا لگی رہتی ہے دھین دھرم و پرانا صفوہا
 مصنف نے اس عبارت میں خدا کو اپنے اُوپر اور اُس کی مشیت کو اپنی خواہش
 پر قیاس کیا ہے جو قیاس مع الفارق ہونے کی بنا پر صحیح نہیں ہے۔ اس کا مطلب
 تو یہ ہوا کہ دکھی اور ناقص بستیاں ارادہ اور عمل کی طاقت رکھتی ہیں اور سرورِ کامل
 مہتمی ان دونوں طاقتوں سے محروم ناکارہ اور مجبور محض ہوتی ہو۔ کتنا اعلیٰ ہو خدا کا تصور!
 خدا نے کائنات کو کیوں پیدا کیا؟ اس سوال کا جواب دینے سے پہلے بے شمار چوٹے
 بڑے ”کیوں“ ہیں جن کا آپ کو جواب دینا ہے۔ دنیا کی سرچھوٹی بڑی چیز ایک مستقل اور کھلا
 ہوا سوال ہے، مختلف عناصر کے امتزاج سے وہ مخصوص شے کیوں وجود میں آگئی اور اس
 کی وہ مخصوص خاصیت کیوں ہے جو اس کے اندر موجود ہے؟ فلسفہ اور سائنس دونوں
 ان سوالات کا جواب دینے سے قاصر رہے ہیں اور قاصر رہیں گے۔ ان سوالات کا
 ایک ہی جواب ہے اور وہ یہ کہ خدا نے چاہا کہ وہ ہو جائے اور وہ ہو گئی اور اُس
 خاصیت کی ہو گئی جو خدا نے چاہی۔ یہ جواب کائنات کے اجزاء کے بارے میں
 صحیح ہے کائنات کے بارے میں بھی صحیح ہے۔ خدا نے چاہا کہ کائنات کی تخلیق ہو اور
 وہ ہو گئی اور اُس منج اور اُس صورت پر ہو گئی جس پر خدا نے چاہا۔ اس کے علاوہ اس
 سوال کا کوئی جواب نہیں۔

آپ یہ سوال نہیں کر سکتے کہ خدا نے کیوں چاہا؟ کائنات کی آخری علت کسی نہ کسی
 شے کو ماننا ہی پڑے گا اور وہ خدا اور اس کی مشیت ہی ہو سکتی ہے۔ اس کے آگے سوال کی
 گنجائش نہیں رہتی ورنہ لا تمنا ہی سلسلہ چلے گا جو صحیح نہیں ہے، پھر خدا مختار مطلق ہے، وہ
 کسی کے آگے جواب دہ نہیں، اُس کے فعل کے بارے میں ”کیوں“ نہیں کہا جاسکتا، ”کیوں“

کے مخاطب ہم ہیں نہ خدا۔

آگے چل کر مصنف مزید فرماتے ہیں:-

”اب ان لوگوں کی بابت دیکھئے کہ جو صرف ایک پر مشور یا خدا کو ہی انادی (اندلی) مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ قادر مطلق ہے اُس نے نفی (عدم) سے دنیا کو پیدا کیا اور جب چاہے فنا کر دے گا۔ ان لوگوں کا خدا کو قادر مطلق ماننا بلا ثبوت و دلیل کے ہے۔ موجودات سے ہرگز یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ یہ دُنیا نفی سے بنی ہے، ہم کسی چیز کو نفی سے پیدا ہوتے نہیں دیکھتے، ہر چیز جو کہ ظہور میں آتی ہے اس کی پہلی حالت کچھ نہ کچھ ضرور رہتی ہے، نہ کسی چیز کو نفی ہوتے دیکھتے ہیں۔ سائنس سے یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ کوئی چیز نفی سے نہیں بن سکتی اور نہ کوئی چیز نفی ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔ جو چیز نئی بنتی ہوئی معلوم ہوتی ہے وہ کسی پہلی چیز کی دوسری حالت ہوتی ہے، ایسے ہی جو فنا ہوتی ہوئی معلوم ہوتی ہے وہ دوسری حالت اختیار کر لیتی ہے۔۔۔۔۔“ (عین دھرم دپرا تاما صفحہ ۸۷)

استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ آج ہم چیزوں کو دوسری چیزوں سے پیدا ہوتے دیکھتے ہیں نیست سے ہست ہوتا نہیں دیکھتے اس لئے کائنات کا نیست سے ہست ہونا بھی ناممکن ہے۔ لیکن اس شذیل میں ایک بہت بڑا خلا ہے جس کی طرف سمٹ کی نگاہ نہیں گئی ہے اور وہ یہ کہ ہم کائنات کو درمیان سے دیکھ رہے ہیں جبکہ وہ موجود ہے اور چل رہی ہے، کائنات کی اس حالت کو دیکھ کر یقین کر لینا کہ وہ ہمیشہ سے ایسی ہی رہا اور اس کا کبھی آغاز نہیں ہوا، ایک اذعان غفیدہ ہے جس کے پیچھے کوئی دلیل نہیں ہے اسی طرح آج کی حالت کو دیکھ کر آغازِ آفرینش کی حالت کو طے کرنا قیاس ہے اور وہ بھی دو مختلف حالتوں کا ایک دوسرے

پر جو قیاس مع الفارق ہے ۔

مصنّف نے کہا ہے کہ وہ چیزوں کو عدم سے پیدا ہوتے ہوئے نہیں دیکھتے اس لئے وہ یہ نہیں مان سکتے کہ کائنات پہلے معدوم تھی اور پھر موجود ہو گئی ہے 'گویا کسی چیز کے موجود ہونے کے لئے اس کا مشابہہ ضروری ہے' لیکن کیا یہ صحیح ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ ہم بے شمار چیزیں دیکھتے بغیر صرّت عقل سے ملتے ہیں اور ایسا کرنے پر مذہب ہی نہیں فلسفہ اور سائنس بھی مجبور ہیں۔ جین مت رُوح اور اُس کی خدائی طاقت کا قائل ہے، نیز کائنات رُوح اور مادّہ کے ازلی وابدی ہونے کا قائل ہے لیکن ان میں سے کس چیز کا مشابہہ کیا گیا ہے یا کیا جاسکتا ہے؟

مصنّف نے اپنے استدلال میں سائنس کا بھی سہارا لیا ہے، انھوں نے سائنس کی طرف جو بات خوب کی ہے وہ بہت پُرانی بات ہے۔ سائنس کا جدید رجحان یہ ہے کہ مادّہ حالت ہی نہیں بدلتا 'توانائی' (ENERGY) میں تبدیل بھی ہوتا رہتا ہے، یہی نہیں وہ فنا بھی ہو جاتا ہے اس لئے وہ ابدی نہیں ہے اور ابدی نہ ہونے کے باعث ازلی بھی نہیں ہے اور اس کے بعد خالق کائنات کا وجود اور کائنات کا نیست سے ہست ہونا 'دونوں حقیقتیں آپ سے آپ ثابت ہو جاتی ہیں'۔
مصنّف مزید فرماتے ہیں :-

”دنیا میں مرث پُدرگل یعنی مادّہ ہی کام نہیں کر رہا ہے بلکہ جو بھی بہت کچھ کام کر رہا ہے۔ اس دنیا کا کارن۔ جزّ و جِزین دونوں ہیں بلکہ دنیا انا د کال (ازل) سے جیو (رُوح) پُدرگل (مادّہ) کال (وقت) آکاش

لے ملاحظہ ہو ”خدا ہے“ اور ”کیا خدا کی ضرورت نہیں“

مادہ اس کی طرف کھینچتا ہے کہ جس سے اس رُوح کو بیرونی سامان آرام و سائش کے ملیں تو وہ رُوح آرام و سائش کی حالت میں ہو جاتی ہے اور اگر اس کے برعکس اس کے خیالات و افعال میں تو برعکس حالت ظہور میں آتی ہے“ (صفحہ ۳۶)

”الفرض دنیا کی تمام اشیاء و دنیا کی تمام حالتیں خواہ اچھی ہوں یا بُری جیو کے راگ و دوش (تعلقات) و پُنگل (مادہ) کی قسم و خواص کے مطابق بنتی ہیں، اس میں پر ماتما کی جانب سے کسی دخل کی ضرورت نہیں“ (صفحہ ۳۶، ۳۷)

”درحقیقت سنسار کس کا نام ہے، جیو جو آواگون میں پھنسا ہوا۔ جسم مرن کرتا ہے مختلف چوراسی لاکھ یونین میں بھٹکتا ہے، کبھی نرک میں جاتا ہے کبھی جمادات و نباتات و حیوانات میں پیدا ہوتا ہے، کبھی انسان یا دیوتا ہوتا ہے، کبھی سکھی ہوتا ہے کبھی دکھی، کبھی بادشاہ، کبھی فقیر وغیرہ وغیرہ، اسی کا نام سنسار یا دنیا ہے اور یہ سنسار یا دنیا ہر ایک جیو اپنے لئے خود اپنے خیالات و جذبات کے بموجب بنتا ہے، اس طرح سنسار کا کارن خود جیو یا آتما ہے“ (صفحہ ۳۷، ۳۸)

اس بیان میں مصنف نے مشاہدہ یا عقلی ثبوت کے بغیر کئی باتیں بطور خود فرض کر لیں۔

۱۔ رُوح مادہ سے الگ مستقل وجود رکھتی ہے۔

۲۔ رُوح دنیا میں بار بار آتی ہے، وہ چوراسی لاکھ جونیوں میں جنس، نوع، جسم اور شکل بدل بدل کر آتی رہتی ہے۔

- ۳۔ یہ آزاد گون اور جنم مرل کا پیکر رُوح کے خیالات و افعال کے باعث چلتا ہے۔
 ۴۔ کسی رُوح کو ایسی قسم کا مادہ، نوع، جسم، شکل اور حالات ملتے ہیں جن کا تقاضا رُوح کئے کھیلے جنم کے خیالات و اعمال کرتے ہیں۔
 ۵۔ رُوح سنسار کی غلت ہے۔

ان میں سے کون سی بات ہے جسے شاید یہ عقل سے ثابت کیا جاسکتا ہے؟
 حقیقت یہ ہے کہ خالق کائنات کا انکار کر کے انسان کو بے شمار مفروضات تسلیم کرنا پڑتے ہیں

بودھ مت کا تصور

بودھ مت کے بارے میں قدیم سے یہ اختلاف چلا آ رہا ہے کہ وہ خدا کو مانتا ہے یا نہیں۔ یہ اختلاف دراصل اس بات کا نتیجہ ہے کہ گوتم بدھ کی طرف جو تعلیمات منسوب کی گئی ہیں ان میں خالق کائنات کا انکار ہے نہ اقرار، دراصل بودھ مت کو تخلیق کائنات کے مسئلہ سے دلچسپی نہیں ہے۔ ایڈورڈ کارنر نے اپنی تصنیف "BUDDHISM, ITS AND DEVELOPMENT" میں فرماتے ہیں:-

”بودھ مت کی روایات خالق کے وجود کا صحت صحت انکار نہیں کرتیں البتہ وہ اس معاملہ میں دلچسپی بھی نہیں رکھتیں کہ کائنات کو کس نے پیدا کیا ہے، بودھ مت کے نظریہ کا مقصد یہ ہے کہ موجودات کو غم سے نجات ملے اور کائنات کی پیدائش سے متعلق قیاسات وقت کا صنایع ہی نہیں ہیں بلکہ یہ لوگوں کے درمیان عداوت و نزاع کا موجب بھی بن سکتے ہیں اور اس طرح غم سے نجات کے مقصد کو پس پشت

ڈالنے کا باعث بن سکتے ہیں۔ اس طرح بودھ مت کو ماننے والے
 شخصی خالق کے معاملہ میں لادریٹ AGNOSTICISM
 کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ اگر کائنات کے شخصی خالق سے
 بے اعتنائی اتحاد ہے تو بودھ مت یقیناً ملحدانہ ہے " (صفحہ ۴۱)
 بودھ مت خالق کائنات ہی نہیں، کائنات سے بھی بے اعتنائی برتا ہے اور
 جین مت کی طرح یہ مذہب بھی ترک دنیا میں نجات مقرر سمجھتا ہے۔

ہندو مت کا تصور

ہندو مت بے شمار مختلف و متضاد افکار و خیالات کے مجموعہ کا نام ہے، تخلیق
 کائنات کے سلسلے میں بھی ہندو مذہب میں کوئی ایک تصور نہیں، مختلف تصورات
 ہیں، جن میں سے چند اہم تصورات کو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

ویدوں میں تخلیق کائنات کے بارے میں کیا تصور ہے؟ اس
 ویدک تصور پر روشنی ڈالتے ہوئے ڈاکٹر تارا چند INFLUENCE OF

ISLAM ON INDIAN CULTURE میں فرماتے ہیں:-

”ویدک نظریہ کا تاریخی مواد کچھ بھی ہو، وہ اپنی پختہ شکل میں ایک عہد
 فلسفیانہ سسٹم ہے، اس سسٹم میں ایک بالآخر ہستی آخری حقیقت کے
 طور پر سامنے آتی ہے وہ ایک (ایکم) شخصیت (پیش) حتمی
 (وشو کر نٹر) پر جا پتی، واجب الوجود، برہمانٹر، ماوراء ارادہ
 محیط کل، عالم کل، اخلاقی قانون کی بنیاد اور عالمی نظم کو قائم

کرنے والا ہے، وہ باپ ہے، کائنات کا قوام ہے، دستگیر ہے اور خواہشات کا پتہ کرنے والا ہے۔“ (صفحہ ۲)

گو یاد دہان ہیں ایک خدائے بالا و برتر کا تصور موجود ہے جو ساری کائنات کا خالق و مالک مانا جاتا ہے۔

کائنات کی تخلیق کیسے ہوئی؟ ڈاکٹر تارا چند اسے واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

”خدا دنیا کو کیسے پیدا کرتا ہے؟ اس سلسلہ میں ویدک لٹریچر میں متعدد بیانات ہیں کبھی یہ خیال کیا جاتا ہے کہ کائنات مشینی تخلیق کا نتیجہ ہے، کبھی وہ قربانی کا پھل ہوتا ہے، پُرش نفسِ قربان ہوتا ہے اور اس کے اعضاء سے کائنات کے اجزاء بنتے ہیں، زیادہ فلسفیانہ انداز میں یہ بات کہی جاتی ہے کہ تخلیق ایک سلسلہ ہے معدوم (اُست) سے موجود (سُت) کا ارتقار ہے، ابتداء میں وجود و عدم دونوں معدوم تھے، ایک تاریک فلات تھا، خدائے واحد اس خلا میں خاموشی کے ساتھ سانس لیتا تھا، تناس کے اندر خواہش پیدا ہوئی، یہ وجود اور عدم کی سرحد تھی اور مادی تخلیق کا سبب لیکن وہ بیان جو عوام میں زیادہ مقبول ہوا یہ تھا کہ قدیم موجود ہستی نے پانی پیدا کیا جس کے اندر طوائف انداز تیرتا تھا، وہ اس کے اندر داخل ہو گیا اور اس سے پہلی مخلوق برہما کی شکل میں پیدا ہوا۔ تب برہما نے دیوتاؤں، جنت، زمین، آسمان، سورج، چاند کائنات اور انسان کو پیدا کیا۔“ (صفحہ ۳۰۲)

یہ ہیں تخلیق کائنات کے سلسلہ میں ویدک لٹریچر کے مختلف و متضاد بیانات!

اس ذیل میں ایک اور چیز پڑھتے چلیے:-

سہ ڈاکٹر صاحب نے ان صفات کے لئے برگ وید کے حوالے دیئے ہیں۔

” قربانی کائنات کے اس نظم کی علامت ہے، وہ پر جا پتی کی طاقت کا ذریعہ بھی ہے کیونکہ جب پر جا پتی تخلیق کرنے میں قوت کھودیتا ہے تو دیوتا اُس کی قدیم طاقت کو قربانی کے ذریعہ از سر نو واپس لے سکتے ہیں قربانی کے ذریعہ دیوتا بارش، دیوان اور سورج کے طلوع کے سلسلے میں اپنی سرگرمی کا مظاہرہ کرتے ہیں، اس طرح قربانی وہ ہتھیار ہے جس کے ذریعہ خدا کا ارادہ تکمیل پاتا ہے۔“ (صفحہ ۳۰)

اوپر کے بیان سے معلوم ہوا تھا کہ خدا خود قربان ہو کر کائنات کی تخلیق کرتا ہے اس بیان سے معلوم ہوا کہ کائنات کے پیدا کرنے میں خدا کی قوت ختم ہو جاتی ہے اور دیوتا قربانیاں کر کے یہ قوت از سر نو فراہم کر دیتے ہیں، نیز انسانوں کی قربانی سے دیوتاؤں کو کائنات کا نظم کرنے کی طاقت حاصل ہوتی ہے۔

ڈاکٹر جادونا تھ سہا، جو ہندوستانی فلسفہ اور ہندوستانی نفسیات پر متعدد مستند اور ضخیم کتابوں کے مصنف ہیں اور ہندو مت کے اہل مآخذ پر براہ راست عبور رکھتے ہیں، اپنی مشہور کتاب *A HISTORY OF INDIAN PHILOSOPHY* میں فرماتے ہیں:-

” دید مذہبی فکر کے مختلف پہلوؤں کی نمائندگی کرتے ہیں ان میں شرک، مربوط و منظم شرک *ORGANIZED POLYTHEISM* و عین ناقص *HENOtheism* بہت سے دیوتاؤں کو ایک دوسرے میں ضم کر کے ایک دیوتا بنا دینا، ’توحید اور وحدت الوجود کے کھلے ہوئے نشانات ملتے ہیں۔“ (جلد اول، صفحہ ۱)

اس بیان سے بھی یہی معلوم ہوا کہ دید میں کوئی ایک تصور نہیں، مختلف و متضاد افکار و تصورات ہیں۔ ڈاکٹر جادونا تھ سہا شرک اور مربوط شرک کے ذکر کے بعد فرماتے ہیں

”ہیرانہ گرجہ یا پرجاپتی“ و شوکر نثر اور پریم پرش رشتہ رشتہ واحد خدائے برتر کی جگہ لے لیتے ہیں۔ ہیرانہ گرجہ پرجاپتی ہے اور تمام مخلوقات کا مالک و خداوند و آفریننده ہی میں اٹھا، اُس نے زمین و آسمان کو قائم کیا۔ وہ پوری کائنات کا واحد فرمانروا ہے، وہ پہاڑوں، سمندروں، درندہ یاؤں پر حکومت کرتا ہے، وہ انسانوں اور جانوروں پر حکمرانی کرتا ہے، دوسرے دیوتا اس کے احکامات کی پیروی کرتے ہیں، وہ تمام دیوتاؤں سے برتر خدائے واحد و یکتا ہے، اس کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ وہ عظیم تر خدائے واحد کا مرتبہ رکھتا ہے۔

و شوکر نثر پوری کائنات کا خالق ہے، وہ زمین و آسمان کو پیدا کرتا ہے، وہ کائنات کا خلاق و معمار ہے، وہ سب کا محافظ و نگراں ہے، اُس کی آنکھیں ہر طرف ہیں، اُس کا چہرہ ہر طرف ہے، وہ بہت سے ہاتھ اور پیر رکھتا ہے، وہ ایک خدا ہے۔

ایک کائناتی شخصیت (پریم پرش) ہے جس کے ہزار ہزار آنکھیں اور ہزار پیر ہیں، وہ پوری کائنات میں جادی و ساری ہے اور اس سے ماورا ہے جو کچھ موجود ہوتا ہے، موجود ہوا ہے اور موجود ہوگا، اس مافوق شخصیت میں موجود ہوتا ہے، وہ حیاتِ جاویدانی کا مالک ہے، اُس پر اعمال کے ثمرات، اکرم کے پھلوں کا اثر نہیں ہوتا، پوری کائنات اس کے وجود کا چوتھائی حصہ ہے بقیہ تین چوتھائی حصہ آسمانی حیاتِ جاویدانی میں ہے۔ پریم پرش ماورائے کائنات بھی ہے اور محیط کل بھی، و کل کائنات میں جادی و ساری اور محیط ہے۔ وہ اس سے ماورا ہے اور اپنی جاویدانی کیرنائی میں کائنات سے پرے

رہتا ہے یہ رنگ وید کے موحداہ رجحانات ہیں۔

توحید وحدۃ الوجود تک لے جاتی ہے۔ ایک حقیقت تصور کی گئی جو مختلف طریقوں سے اپنے آپ کو ظاہر کرتی ہے۔ ایک ہی حقیقت ہے جسے روشنی مختلف ناموں سے پکارتے ہیں 'وہ اُسے انہی نام 'ما ترشون' کہتے ہیں وہ ایک ہے، شخصی نہیں ہے 'وہ نر ہے نہ مادہ' وہ جنس نہیں رکھتا 'وہ ایک غیر شخصی اصول ہے' اُس کے سوا کوئی شے موجود نہیں ہے 'اُپنشدوں میں یہی 'واحد (تدراکم) اتما یا برہم خیال کیا گیا ہے۔"

یہ ہیں تخلیق کائنات اور خالق کائنات کے بارے میں ویدوں کے مختلف تصورات، جو شرک سے شروع ہو کر وحدۃ الوجود پر ختم ہوتے ہیں۔

ویدانتی تصور | اُپنشد وید کا آخری حصہ شمار ہوتے ہیں، اسی لئے انہیں ویدانت کہا جاتا ہے۔ خدا۔ خالق کائنات کے بارے میں اُپنشدوں کا کیا تصور ہے؟ اس کا بھی کوئی جواب ممکن نہیں کیونکہ اُپنشد مختلف و متضاد خیالات سے بھرے ہوئے ہیں، اُپنشدوں میں کیلئے اس کا ہلکا سا اندازہ آپ کو ہندومت کے مشہور محقق سوامی ودیکانند کے بیان سے ہو سکے گا، وہ فرماتے ہیں۔

"ہندوستانی مذاہب عجیب و غریب ابتدا، اختیار کرتے ہیں....."

اولین مرحلے میں تخلیق کا نظریہ سامنے آتا ہے جو بڑا ہی عجیب و غریب ہے، تخلیق کا نظریہ یہ ہے کہ پوری کائنات خدا کی مرضی سے عدم محض سے پیدا کی گئی ہے، لگے

لہ اتم ست وبراہمداد دیتی، اگنیم، یجم، ما ترشوانم (رگ وید، ۱-۱۶۴-۱۶۶)

لہ رگ وید، ۱-۱۶۹-۲، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴

مرحلے میں اس نظریہ پر اعتراض ہو جاتا ہے کہ عدم سے وجود کس طرح پیدا ہو سکتا ہے ؟ فطری طور پر یہ نظریہ کہ کائنات عدم محض سے پیدا کی گئی ہے رد کر دیا گیا ایک حل یہ سامنے آیا کہ مادہ، خدا اور روح تینوں ازلی و ابدی ہیں ویدانت کے فلسفہ کی رُو سے جیودائی ہے جیسے کہ خدا دائمی ہے، فطرت (مادہ) کبھی دائمی نہیں مگر وہ بدلتی رہتی ہے، ساری فطرت جو کہ ڈھاکر ڈھولوں پر مشتمل ہے، خدا کی مرضی کے تحت ہے، خدا ہر چیز میں سرایت کیے ہوئے ہے، عالم کل ہے، اشکس کے بغیر ہے، ہر جگہ ہے اور وہ فطر کے ذریعہ دن رات کام کرتا ہے کوئی شخص خدا نہیں بن سکتا اگر تم یہ کہتے ہو کہ تم خدا ہو تو یہ کلمہ کفر ہے اس کے بعد اس سے اونچا ویدانتی فلسفہ آتا ہے جو یہ کہتا ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا، اگر تم کہتے ہو کہ خدا ہے جو لامحدود ہستی ہے، روح ہے اور وہ بھی لامحدود ہے اور فطرت بھی لامحدود ہے تو تم لامحدودیتوں کو بغیر کسی تحدید کے بڑھاتے چلے جاؤ گے اور یہ صراحتاً بھل ہے۔ تم اس طرح ساری منطق کو ختم کر دو گے خدا اس کائنات کو خود اپنے وجود سے ظاہر کرتا ہے پوری کائنات جو تمام فطرت اور ارواح کی غیر محدود یا ذمی پر مشتمل ہے خدا کی غیر محدود با ذمی ہے، وہ تنہا غیر متغیر ہے لیکن فطرت متغیر ہوتی ہے اور روح بھی متغیر ہوتی ہے پہلے نظریہ کو ثنویت (وہیت واد) کے نام سے پکارتے ہیں اور اُسے محدود وحدت الوجود کہتے ہیں اب بہت عرصہ سوال ابھر رہا ہے کہ خدا کائنات بن جاتا ہے تو آپ اور یہ تمام چیزیں

خدا ہیں کیا خدا کرہوں رُوحوں میں تقسیم ہو گیا ہے لا محدود
ہستی کو تقسیم کرنا ناممکن ہے اگر وہ کائنات بن گیا تو وہ تغیر پذیر
ہے تو فطرت کا جز ہے اور جو فطرت ہے اور تغیر پذیر ہے وہ پیدا ہوتا اور
مرتا ہے تو وحدت الوجودی (اُدیت وادی) کہتے ہیں ،
کائنات سرے سے موجود ہی نہیں ہے ، یہ سب فریب ہے ، یہ دیو دیوتا
فرشتے ، تمام چیزیں جو پیدا ہوتی ہیں اور مرتی ہیں ، رُوحوں کی لا محدود
تعداد جو آتی اور جاتی ہے ، یہ سب خواب ہیں ، کوئی جیو موجود نہیں ہے
..... صرف ایک لا محدود ہستی موجود ہے ۔ جس طرح پانی کے مختلف
قطعات میں ایک ہی سورج منعکس ہو کر بہت سے سورجوں کی شکل میں
ظاہر ہوتا ہے اسی طرح یہ جیو مختلف دماغوں کے انعکاسات
ہیں خدا ان مختلف جیووں میں منعکس ہے یہ تمام
پیدائش اور آواگون ، یہ آنا جانا ، یہ سب مایا کا فریب ہے ۔

(HINDUISM P. 61-64)

ڈاکٹر جا دو ماتھ سہنا نے اپنشدوں کے فلسفہ پر بہت تفصیل سے روشنی ڈالی
ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے ، ہم یہاں اُس کا صرف ایک مختصر اقتباس دیتے
ہیں ، وہ بحث کی اس طرح ابتدا کرتے ہیں :-

” رگ وید میں جس وحدت الوجود کی طرف اشارات ہیں ، وہ ارتقا پاکر
اپنشدوں میں یعنی وحدت الوجود کی شکل اختیار کر گیا ہے جس کی رُوح
سے برہم لا محدود ، اذلی وابدی ، ہر جگہ موجود ، ہمہ واں ، خالص رُوح

اور آخری حقیقت ہے، 'زمانی'، 'مکانی'، 'تیز پزیر' کائنات اُسی لا محدود اور غیر فانی روح کا ظہور ہے، 'برہم' اُس میں جاری و ساری ہے۔ وہ اُس کے نور سے روشن ہے وہ برہم کی عظمت و کبریائی کا مظاہرہ ہے، 'بعض اوقات اُسے (کائنات کی) محض ایک نمود، ایک نام اور ایک شکل خیال کیا جاتا ہے، وہ برہم کا محض ایک پرتو ہے جو ایک ہے، 'وہ نہیں'، 'غیر منقسم' ہے اور خاص، 'اگلی جو- برہم لازماً نامکان اور غیر متجزی ہے۔ وہ غیر شخصی' 'مادہ'، 'ناقابل تشریف'، 'ناقابل فہم' اور ناقابل ادراک ہے، 'برہم کو بعض اوقات مادہ اور محیط کل سمجھا گیا ہے، 'مادہ' برہم غیر کائناتی (نیشنل) صفات سے مبرا درجہ (پرا) برہم ہے۔ محیط کل برہم کائناتی (سپرینکا) کم تر (ایہ) برہم ہے جو صفات سے متصف ہے اور کائنات سے متعلق ہے۔ پرا برہم غیر شخصی اور غیر متعین حقیقت مطلقہ - آخری حقیقت ہے۔ 'اگر برہم شخصی خدا (ایشور) ہے، 'جو کائنات کا خالق'، 'محافظ اور زندہ کرنے والا'، 'ارواح اور کائنات کا برحق حاکم اور داخل سے اُس پر کنٹرول کرنے والا ہے۔' 'ایشور' کرم کے قانون کا خداوند ہے، 'الہی روحوں کی بعض اوقات برہم کے اجزاء خیال کیا جاتا ہے جو اس کی ہم سرشت ہیں اور جنہیں اس سے رہنمائی ملتی ہے' - (A HISTORY -)

(OF INDIAN PHILOSOPHY VOL-I P. 1-5)

اس مختصر سے اقتباس سے آپ اُبھشہد کے پُر بیج فلسفہ کا اندازہ اور اس بات کا بلکا سا تصور قائم کر سکتے ہیں، کہ تخلیق کائنات اور خالق کائنات کے متعلق اپنشد

کے تصورات کیا ہیں۔

منوسمرتی

منوسمرتی ہندو قانون کی بنیادی اور مسلم کتاب ہے۔ اس کتاب کا پہلا باب پیدائشِ عالم سے متعلق ہے، اُس کا ایک اقتباس درج ذیل ہے۔

”یہ سب جگت پہلے پُرکرتی (فطرت) میں ہیں تھا، اس کا کچھ نشان نہ تھا نہ

دلیل سے اُسے معلوم کیا جاسکتا تھا، خواب کی سی حالت میں تھا، اس کے

بعد پرشیدہ ولازوال قوت رکھنے والا اور اندھکار کا ناس کرنے والا پریشور

پر ماتما عناصر وغیرہ کو ظاہر کرتا ہوا ظاہر ہوا اور اُس کے دل میں یہ خواہش

ہوئی کہ اپنے بدن سے ایک قسم کی خلقت پیدا کرنا چاہیے، تو اُس نے

پہلے پانی کو پسایا کیا، پھر اُس پانی میں بیج ڈالا تب وہ بیج مثلِ طلا و

آفتاب کے بصورتِ بیضہ بن گیا، پھر اُس بیضہ سے ہر ہا جو تمام

مخلوقات کے پیدا کرنے والے ہیں، آپا سے آپ پیدا ہوئے.....

برہمن نے اُس اندھے میں ایک برہمن تک رہ کر اور پرہماتما کا دھیان کر کے

اُس اندھے کے دو ٹکڑے کئے، دو ٹکڑوں سے برہمن نے سورگ (دہشت)

اور پرتھوی (زمین) کو بنایا، پھر اُن دونوں کے بیچ آکاش، آٹھوں سمت

اور ساکن سمندر بنایا..... پھر پرہماتما نے سب جیوؤں کا نام اور کرم علیحدہ

علیحدہ جس کا جیسا پیدائش سے پہلے تھا ویسا ہی وید شیر سے جان کر بنایا

پھر پُرجو یعنی برہما دیوتاؤں کو اور بڑے پدارتھوں اور سوکشم ستیہ گیہ کی پیدا

کیا، پھر گیہ سدھ ہونے کے لئے اگنی سے رگ وید وایو سے سحر ویدا اور

سورج سے سام وید نکالا..... دنیا کی ترقی کے لئے منہ سے براہمن کو

بانہ سے چھتری کو ران سے دلتے کواد پاؤں سے تود کو پیدا کیا۔ پھر
 برہما کی لپٹے اپنے قوب کے پوجنے کے لطف سے صورت مرد اور
 لطف سے صورت عورت ہوئی، ان دونوں کے ملنے سے برات شخص کو
 پیدا کیا، سوچتی کہتے ہیں کہ ہر شخص برات نے عبادت کر کے دس ریشوں کو جو
 پرہیزگاری میں پیدا کیا، ان ریشوں نے سات بڑے پرہیزگارانوں کو اور بیق دس
 کے مساوات یعنی سو رگ اور ہمارے پانی بڑے بڑے ریشوں کو بنایا۔۔۔ جب
 تک برہما جی جلتے رہتے ہیں تب تک یہ جگت دکھائی پڑتا ہے اور جب تک
 وہ شانت پر مشتمل یعنی برہما جی سوجلتے ہیں تب پڑے (قیامت) ہو جاتی ہے
 اسی طرح برہما جی جلتے اور سونے سے تمام ساکن متحرک جانداروں کو
 بار جلاتے اور دالتے ہیں..... اس طرح سمیرون جگت کی رکتش کے لئے اس
 سب سے بڑے صاحب جلال و کمال برہما نے منہ، بانہ، جاگھ اور چرن سے
 پیدا ہوئے چاروںوں کے کرم الگ الگ مقرر کئے.... خود کے لئے ایک ہی
 کرم پر بخونے ٹھہرایا یعنی صدق دل سے ان دونوں کی خدمت کرنا.....
 پر مشتمل دھرم کے خزانے کی حفاظت کے واسطے مہا ہن کی صورت میں نرول
 دینا یا جو کچھ دنیا میں ہے، وہ سب گویا براہمنوں کی ملکیت ہے کیونکہ وہ برہما
 کے منہ سے پیدا اور سب سے افضل ہے: (ادھیلے ۱-۵ تا ۱۰)

اس عبارت سے یہ واضح ہے کہ کائنات کے خالق کئی ہیں جو سب کے سب
 مخلوق ہیں، تخلیق میں سخت محنت اور شدید ریاضت کرنا پڑتی ہے، خالق اعظم برہما
 جب تک جلتے رہتے ہیں، دنیا قائم و دائم رہتی ہے اور جب وہ سوجاتے ہیں تو

برپا ہوتی ہے اور ایسا بار بار ہوتا ہے، برہما نے خود اپنے بدن سے کائنات کو بنایا اور آریئل کی مختلف ذاتیں برہما کے مختلف اعضاء سے بنی ہیں، برہمن منہ سے اور شودر پیر سے، برہمن ان سب میں افضل ہے کیونکہ وہ برہما کے منہ سے پیدا ہوا ہے بلکہ برہما نے اس کی صورت میں خود نزول فرمایا ہے۔

پُران | پُرانوں میں تخلیق کائنات کے تفصیلی اور بے حد دلچسپ قصے مذکور ہیں جو ہر پُران میں دوسرے پُران سے مختلف بلکہ متضاد ہیں اور یہ سارے ایک ہی شخص ویدویاس کی تصنیف بنائے جاتے ہیں۔ سوامی دیانند سرسوتی فرماتے ہیں:-

”شو پُران والوں نے شتو سے، وشنو پُران والوں نے وشنو سے، دیوی پُران

والوں نے دیوی سے، گنیش کھنڈ والوں نے گنیش سے، سورج پُران

والوں نے سورج سے اور وایو پُران والوں نے وایو سے دنیا کی

پیدائش و فنا کا حال لکھ کر پھر ایک ایک سے دوسرے سب مخالفت

خالقوں کی پیدائش لکھی ہے اگر کوئی یہ پوچھے کہ دنیا کا پیدا، قائم اور

فنا کرنے والا پیدا ہو سکتا ہے یا جو پیدا ہوا ہے وہ کبھی دنیا کی پیدائش

کا سبب اولیٰ ہو سکتا ہے تو سوائے چُب رہنے کے کچھ بھی جواب نہ

دیں گے اور اگر ان سب کے وجود کی پیدائش بھی اسی سے ہو تو وہ خود

مخلوق اور محدود ہونے سے دنیا کے خالق کیونکر ہو سکتے ہیں؟ اور علاوہ

بریں انہوں نے دنیا کی پیدائش بھی مختلف طور پر رانی ہے جو کہ بالکل

ناممکن ہے“ (ستیا رتھ پرکاش باب ۱۱، صفحہ ۴۳۴، اردو ایڈیشن)

واضح رہے کہ آریہ سملج اور اس کے بانی سوامی دیانند سرسوتی پُرانوں کو

تسلیم نہیں کرتے بلکہ اُن کے شدید ناقد ہیں۔ لیکن ہندوؤں کی عظیم ترین اکثریت پُرانوں کی معتقد ہے۔ پُرانوں میں تخلیق کائنات کا کیا نقشہ پیش کیا گیا ہے، سوامی دیانند کی زبانی سنئے:-

”دیکھو دیوی جگوت پُران میں لکھا ہے کہ، شری، نام والی ایک دیوی شری پور کی رانی ہے، اُس نے ساری دنیا کو پیدا کیا ہے، اور برہما، دشنو اور ہادیو (شیو) کو بھی اُنہی نے بنایا ہے۔ جب اُس دیوی کی خواہش یہ ہوئی کہ میں دنیا کو پیدا کروں تو اُس نے اپنا ہاتھ گھسا، اُس کے ہاتھ میں ایک چٹا لاٹھو دار ہوا، اُس میں سے برہما پیدا ہوا، برہما سے دیوی نے کہا کہ تو مجھ سے بیاہ کر، برہما نے کہا تو میری ماں ہے، میں تجھ سے بیاہ نہیں کر سکتا، یہ سن کر ماں کو غصہ آیا اور لڑکے کو اپنی قدرت سے جلا کر خاک کر ڈالا اور پھر اسی طرح سے اپنے ہاتھ کو گھسا کر دوسرا لڑکا پیدا کیا، اُس کا نام ویشنو رکھا، دیوی نے اُس سے بھی اسی طرح کہا، دشنو نے نہ مانا تو اس کو بھی خاک کر ڈالا، پھر اسی طرح تیسرا لڑکا پیدا کیا، اُس کا نام ہادیو رکھا اور اُس سے کہا کہ تو مجھ سے بیاہ کر، ہادیو بولا میں تجھ سے بیاہ نہیں کر سکتا، اگر تو مجھ سے بیاہ کرنا چاہتی ہے تو کسی اور عورت کی شکل اختیار کر، دیوی نے ایسا ہی کیا، تب ہادیو نے پوچھا کہ یہ دونوں جگہوں پر خاک کیسی پڑی ہے؟ دیوی نے کہا یہ دونوں نیسے بھائی ہیں، انھوں نے میرا حکم نہ مانا تھا اس لئے خاک کر دیے گئے، ہادیو نے کہا کہ میں اکیلا کیا کروں گا، ان کو بھی زندہ کر اور دو عورتیں پیدا کر

کیونکہ تینوں مردوں کا نکاح تینوں عورتوں سے ہونا چاہیے، دیوی نے
ایسا ہی کیا پھر تینوں مردوں کا بیہ تینوں عورتوں سے ہو گیا۔

(ستیارتھ پرکاش، باب ۱)

اب بھاگوت پُران کا تصور تخلیق ملاحظہ ہو :-

” بھاگوت پُران میں ہے کہ دشنوکِ نات سے کنول، کنول سے برہما،
برہما کے دامن سے پیر کے انگوٹھے سے سوامی جتو، بایں انگوٹھے سے
ست روپا راتی، چہرہ سے رُدر مرتیج وغیرہ دس لڑکے پیدا ہوئے،
اُن سے دس پرجاتی، اُن کی تیرہ لڑکیوں کا بیہ کٹیپ سے، اُن
میں سے وائی سے ویو، ووتو سے راکھشش، ادیتہ سے ادیتہ، وِنتا
سے پرند، کوڈر سے سانپ، سرا سے کتے، گیدڑ وغیرہ اور دوسری
بیڑیوں سے ہاتھی، گھوڑے، اونٹ، گدھے، بھینسے، گھاس،
پھوس، بول وغیرہ درخت کاٹوں سمیت پیدا ہو گئے۔“

(ستیارتھ پرکاش، باب ۱)

شو پُران کا تصور تخلیق بھی ملاحظہ ہو :-

” شو پُران میں لکھا ہے کہ جب شو نے خواہش کی کہ میں دنیا کو پیدا
کروں تو ایک نارائن نامی مالا ب پیدا کیا، اس کی نات سے کنول
اور کنول سے برہما پیدا ہوا، جب اُس نے دیکھا کہ سب طرف تری
ہی تری ہے تو اُس نے پانی کو مٹھی میں بھر کر پانی میں پھینکا، اُس
میں سے بُبلہ اُٹھا اور ببلہ سے ایک پُرش (آدمی) پیدا ہوا۔ اُس نے

برہمن سے کہا کہ اے بیٹا! دنیا پیدا کر، برہمن نے اُس سے کہا کہ میں حیرا
 بیٹا نہیں بلکہ تو میرا بیٹا ہے، اُس پر اُن میں جھگڑا ہوا اور دونوں پانی پر
 (دیوتاؤں کے) ہزار برس تک لڑتے رہے۔ اب ہمارے سونے کے
 میں نے خلقت پیدا کرنے کے لئے بھیجا تھا وہ تو دونوں آپس میں لڑ رہے
 ہیں، پھر اُن دونوں کے بیچ میں سے ایک نورانی رنگ پیدا ہوا جو جلد
 ہی آسمان تک چلا گیا، اس کو دیکھ کر دونوں حیران ہو گئے، سوچنے
 لگے کہ اس کی ابتدا داں تھا معلوم کرنی چاہیے، جو ہم میں سے اس کی
 ابتدا داں تھا کاپتہ لے کر پہننے آوے وہ باپ اور جو بعد میں آئے وہ
 بیٹا کہلائے، وشنو کچھ سے کاروبار دھارن کر کے نیچے کو چلا اور برہما
 ہنس کا جسم دھارن کر کے اوپر کو اڑا، دونوں من کی پوری تیز رفتاری
 سے چلے۔ دیوتاؤں کے ہزاروں سال دونوں چلتے رہے تو بھی رنگ
 کی انتہا نہ پاسکے، تب نیچے سے اوپر کو وشنو نے اور اوپر سے نیچے کو برہما
 نے سوچا کہ اگر وہ انتہا معلوم کر آیا ہوگا تو مجھے لڑکا بننا پڑے گا، ایسا
 سوچ رہا تھا کہ اُسی وقت ایک گائے اور کیتلی کا ایک درخت اوپر سے
 اُتر آیا، اُن سے برہمن نے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے، انھوں نے کہا
 کہ ہم ہزاروں سال سے اس رنگ کی جڑ سے چلے آتے ہیں، برہمن نے
 پوچھا کہ اس رنگ کی تھاہ ہے یا نہیں، انھوں نے کہا نہیں، برہمن نے
 اُن سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ چلو اور ایسی گواہی دو کہ میں اس رنگ

کے سر پر دودھ کی دھارا برساتی تھی اور درخت کہے کہ میں پھول برساتا تھا ایسی گواہی دو تو میں تم کو ٹھکانے پر لے چلوں، انھوں نے کہا کہ ہم جھوٹی گواہی نہیں دیں گے۔ تب برہما غصہ ہو کر بولا، گواہی نہ دو گے تو میں ابھی تم کو بھسم کر دوں گا، تب دونوں نے ڈر کر کہا کہ جیسا تم کہتے ہو دیے ہی ہم گواہی دیں گے، تب تینوں نیچے کی طرف پہلے دشتو پہلے ہی آگئے تھے، برہما بھی پہنچا، دشتو سے پوچھا کہ تو تھما لے آیا کہ نہیں، تب دشتو بولا کہ مجھ کو اس کی تھما نہیں ملی، برہما نے کہا کہ میں لے آیا ہوں۔ دشتو نے کہا کوئی گواہی دو، تب گائے اور درخت نے گواہی دی کہ ہم دونوں رنگ کے سر پر تھے، تب لنگ میں سے آواز آئی اور درخت کو شراب (بد دعا) دی کہ چونکہ تو جھوٹ بولا اس لئے تیرا پھول دنیا میں مجھ پر یا کسی دیتا پر کبھی نہیں چڑھے گا اور جو کوئی چڑھائے گا اس کا ستیاناس ہو جائے گا اور گائے کو یہ شراب دیا کہ جس منہ سے تو جھوٹ بولی اس سے گندگی کھایا کرے گی، تیرے منہ کی پوجا کوئی نہیں کرے گا، ہاں پونچھ کی کریں گے، اور برہما کو یہ شراب دیا کہ تو چونکہ جھوٹ بولا اس لئے دنیا میں تیری پوجا کبھی نہیں ہوگی اور دشتو کو یہ ور (دعا) دیا کہ تو سچ بولا اس لئے تیری پوجا ہر جگہ ہوگی۔ بالآخر دونوں نے لنگ کی تعظیم کی، اس سے خوش ہو کر لنگ میں سے ایک جٹا دھاری مورتی نکل آئی اور اس نے کہا کہ میں نے تم سے تخلیق کرنے کے لئے کہا تھا، لڑنے جھگڑنے میں کیوں

لگے رہے؟ برہما اور وشنو نے کہا کہ ہم بغیر سامان کے تخلیق کیا
سے کریں؟ تب ہما دیو نے اپنی جٹا میں سے راکھ کا ایک گونا کا لکڑ
دیا کہ جاؤ اس میں سے ساری خلقت بناؤ (ستیا رتھ پرکاش باب ۱)
اس سے معلوم ہوا کہ ہشو نے برہما کو پیدا کیا اور برہما نے وشنو کو پھر
برہما اور وشنو میں ہزاروں سال جنگ ہوتی رہی جسے چکانے کے لئے رنگ
منو وار ہوا جس سے نمٹنے کے لئے برہما کو ہزار ہا سال لگانے پڑے اور جھوٹ بھی
بولنا پڑا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ برہما۔ جانی کائنات۔ کو معبودیت کے مقام سے
اتار دیا گیا اور وشنو قابل پرستش ٹھہرے۔

اب "نارو وشنو پوران" سے تخلیق کے آغاز کا کچھ حال سنئے :-
"نارو جی نے پوچھا، سنک جی! ازلی وابدی بھگوان وشنو نے ازل میں
برہما وغیرہ کو کس طرح پیدا کیا؟ یہ بات مجھے بتائیے، کیونکہ آپ سب کچھ
جاتے ہیں۔ شری سنک جی نے کہا.....: پہلے بھگوان نے اپنے
دائیں حصہ سے جگت کو پیدا کرنے والے پر جاپتی برہما جی کو ظاہر کیا۔
پھر اپنے بچ کے حصے سے جگت کو فنا کرنے والے رُدر نام کے ہشو کو
ظاہر کیا ساتھ ہی اس دنیا کو پرورش کرنے کے لئے اُنھوں نے اپنے
بائیں حصے سے لافانی بھگوان وشنو کو ظاہر کیا، پیدائش اور موت سے
مبرا ان ازلی وابدی دیوتا پر ماتا کو کچھ لوگ ہشو نام سے پکارتے ہیں کوئی
سداستیہ روپ وشنو کہتے ہیں اور کچھ لوگ انھیں برہما کہتے ہیں۔ بھگوان

لہذا اٹھارہ پڑاؤں میں پچہ پوران زیادہ اہم ملنے گئے ہیں ان میں سے ایک "نارو وشنو پوران" ہے

دیشنو کی جو بڑی شکتی ہے وہی سارا کام کرنے والی ہے جس کا روپ یہ سارا جگت ہے (۲) نارو وشنو پُران ایک گیتا پریں (صفحہ ۲۳) گویا دیشنو اصل ہیں اور برہما، شیوا اور خود وشنو ان کی مخلوقات جن میں سے برہما خالق کائنات ہیں، دیشنو برہمہ دگار ہیں اور شیوا فنا کرنے والے۔

آریہ سماجی تصور | آریہ سماج اور اُس کے بانی پُرانوں کے منکر ہیں، اس لئے ضروری ہے کہ ان کے تصور تخلیق کو بھی ساتھ ہی سمجھ لیا جائے، سوامی دیانند سرسوامی فرماتے ہیں:-

”سوال:- یہ عالم پر مشور سے پیدا ہوا ہے یا کسی اور سے؟
جواب:- نت کارن (علت فاعلی) پر مانتا سے پیدا ہوا ہے، لیکن اس کی علت مادی مادہ ہے۔“

سوال:- کیا مادہ پر مشور نے نہیں پیدا کیا؟
جواب:- نہیں، وہ انا دی (ازلی) ہے..... ایشور، جیوا اور عالم کی علت مادی یہ تین چیزیں ازلی ہیں..... مادہ، جیوا اور پرما تینوں غیر مخلوق ہیں، یہی بہا تینوں چیزیں ساری کائنات کی علت ہیں لیکن ان کی کوئی علت نہیں۔ (مقیار پرورش) اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے سوامی جی فرماتے ہیں:-

سوال:- عالم کی علتیں کتنی قسم کی ہیں؟
جواب:- تین، ایک نت (علت فاعلی)، دو سکاراوان (علت مادی) تیسرے سادھارن (علت عادی) علت فاعلی اُسے کہتے ہیں جس کے بندنے

سوال :- کیا بغیر علت کے پریشر معلول کو نہیں بنا سکتا؟
 جواب :- نہیں، کیونکہ جس کی منتی ہے، یعنی موجود نہیں، اُس کی ہستی
 ہونا ناممکن ہے..... کسی کام کے آغاز کے وقت سے پہلے تینوں
 باعث ضرور ہوتے ہیں مثلاً کپڑا بنانے سے پہلے جو لاہا، روئی کا موت
 اور بنانی وغیرہ موجود ہوں تو کپڑا بنتا ہے، اسی طرح جہان کی آفرینش کے
 پہلے پریشور، مادہ، وقت، آکاش اور حیو، جو سب ازلی ہیں، موجود ہوں
 تو اس جہان کی پیدائش ہو سکتی ہے، اگر ان میں سے ایک بھی نہ ہو تو
 جہان بھی نہ ہو۔ (ستیارتھ پرکاش، باب ۱)

اس تصور میں قادر مطلق خدا کو مجبور و محتاج مخلوق پر قیاس کیا گیا ہے۔
 عدم سے وجود میں لانا کسی مخلوق کے بس میں نہیں، جس طرح خام مواد اور آلات
 کے بغیر کاریگر مصنوعات نہیں بنا سکتا اسی طرح خدا بھی مادہ، روح، وقت اور
 آکاش کے بغیر کائنات کی تخلیق نہیں کر سکتا۔

اس نظریہ کی رو سے خدا خالق تو کچھ، لاشریک صانع بھی نہیں ٹھہرتا، علت
 فاعلی یا صانع خدا بھی ہے اور روح بھی اور دونوں کی شرکت سے کائنات اور اس
 کی چیزیں بنتی یا بگڑتی ہیں، بلکہ سوامی جی تو وقت اور آکاش وغیرہ کو بھی علت عامہ
 کے ساتھ علت فاعلی بھی مانتے ہیں، اس طرح تو کائنات کے بہت سے صانع ہو گئے
 ایک اور چیز جو اس نظریہ میں مسئلہ کے طور پر مان لی گئی ہے وہ مادہ، روح،
 وقت اور آکاش وغیرہ کا ازلی ہونا ہے، حالانکہ ان میں سے کسی بھی چیز کے
 ازلی ہونے کا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے، یہی نہیں، سوامی دیانند سرسوتی فرماتے ہیں :-

سوال :- ایٹور نے کئی ایک جیوؤں کو انسان کئی ایک کوشیرو وغیرہ
خونخوار حیوانات کا، کئی ایک کو ہرن گائے وغیرہ چوپاؤں کا، کئی ایک
کو درخت وغیرہ کا کیڑے مکوڑوں کا جنم دیا ہے اس سے پرمانا میں
طرت داری آتی ہے ۔

جواب :- طرت داری نہیں آتی کیونکہ ان جیوؤں کے پہلے پیدائش
میں کئے ہوئے اعمال کا اگر محاذ کئے بغیر جنم دیتا تو طرت داری ہوتی ۔
(ستیادتھ پرکاش باب ۱)

یہ ایک چیز کے بے شمار جنموں ۔ آواگون ۔ کا نظریہ نہ صرف یہ کہ اپنی پشت
پر کوئی ثبوت نہیں رکھتا بلکہ خدا کو خود مختار صانع بھی نہیں رہتے دیتا اسے ماننے
کے بعد خدا خانہ پری کا صانع رہ جاتا ہے جس کا کام جیو کی شکرگت سے ہر وجود کو
پچھلے اعمال کے مطابق نیا مادہ کا قالب بخش دینا ہے اور پس ! یہ بعینہ جین مت
کا تصور ہے جسے ماننے کے بعد خالق کائنات کو تسلیم کرنا بے جوڑ سا معلوم ہوتا ہے
اور کھٹکتے ۔

سوال :- کہیں آفریش کا آغاز بھی ہے یا نہیں ؟

جواب :- نہیں، جس طرح دن کے پہلے رات اور رات کے پہلے
دن اور دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن برابر چلا آتا ہے اسی
طرح پیدائش کے پہلے قیامت اور قیامت سے پہلے پیدائش اور
اسی طرح پیدائش کے بعد قیامت اور قیامت کے بعد پیدائش ہے
ازل سے یہی چکر چل رہا ہے اس کا آغاز یا انجام نہیں ۔

کیونکہ جس طرح تینوں 'پرمتما' جیوا اور جہان کی علت مادی اپنی
ذات سے ازلی ہیں، اسی طرح عالم کی پیدائش 'قیام اور موجودگی
پر دواہ (تسل) سے انادی ہیں' (باب ۱)

گویا بلا کسی تہیت کے کائنات کا آواگون بھی مان لیا گیا۔
یہ میں تخلیق کائنات کے متعلق ہندوؤں کے مختلف طبقات کے
مختلف تصورات!

سکھ مت کا تصور

سکھ مت کے بانی گورو نانک اسلام کے تصور توحید سے متاثر ہیں،
لیکن اتنے ہی وہ وحدت الوجود کے بھی قائل ہیں، ساتھ ہی ہندو میتھا لوجی
سے بھی کنارہ کش نہ ہو سکے ہیں اور یہی حال دوسرے سکھ گوروؤں کا بھی ہے
نتیجہ یہ ہے کہ گورو گرنتھ صاحب میں توحید بھی ہے، وحدۃ الوجود بھی اور ہندو
میتھا لوجی کے اثرات بھی ہم ذیل میں ایک دو اقتباس دیتے ہیں جن سے
تخلیق کائنات کے بارے سکھ گوروؤں کے رجحان کا اندازہ ہو سکے گا۔ گورو
گوبند سنگھ جی میں فرماتے ہیں :-

”خدا ایک ہی ہے، سب سے عظیم ہے، داتا ہے، اس کا کوئی پیکر
نہیں، کوئی نشان نہیں، کوئی رنگ نہیں، کوئی ذات اور سلسلہ نسب
نہیں، کوئی شکل، کوئی رنگ، کوئی خاکہ، کوئی طریقہ کسی طرح بھی
اسے بیان نہیں کر سکتا، وہ غیر متحرک ہے، بے خوف ہے، روشن

ہے، اس کی طاقت بے اندازہ ہے، وہ بادشاہوں کا باوجود
 اور لکھو کھا اندر کا مالک تصور کیا گیا ہے وہ تین دنیاؤں کا مقتدر
 اعلیٰ ہے۔" (سکھ ریلیجن، جلد: پنجم، صفحہ ۲۶۱)

گورونانک وارہتار میں فرماتے ہیں :-

"تم ہی میسر ہو اور تم ہی قلم اور تم ہی تحریر، نانک کہتا ہے، بس تمہا
 تم ہی ہو، تمہارے سوا دوسرا کوئی نہیں ہے۔"

گرنتھ صاحب کا انگلش ترجمہ جلد چہارم صفحہ ۱۷۳۲

سر می راگ میں گورونانک فرماتے ہیں :-

"تم ہی بذات خود پانی ہو اور تم ہی بذات خود مچھلی، تم ہی بذات خود
 جال ہو اور تم ہی نے جال پھینکا ہے۔" (انگلش ترجمہ جلد اول صفحہ ۶)

گورونانک جپ جی میں فرماتے ہیں :-

"وہ (خدا) شیو ہے، وہ وشنو اور برہما ہے، وہ پاروتی اور لکشمی

ہے جہاں ہے۔" (گرنتھ صاحب کا انگلش ترجمہ جلد اول صفحہ ۲)

گرنتھ صاحب راگ گجری میں گورونانک فرماتے ہیں :-

"برہما وشنو کی نات کے کنول سے نکلا اور اپنے گلے کا سُر ٹھیک کرتے

ہی ویدوں کا بھجن شروع کر دیا پھر بھی وہ خدا کی انتہا کو نہ دیکھ سکا

اور آداگون کی تائیدی میں رہ گیا۔" (سکھ ریلیجن، جلد اول صفحہ ۳۷۲)

راگ سورتھ میں ہے :-

"نانک گورو ہے کیونکہ نانک خود خدا ہے (OUR AFFAIRAGE, A 6۱)

گورو گو بند سنگھ چوپائی میں فرماتے ہیں :-
 ”جان لیو کہ وہ میرا گورو ہے جو خدا کا مجسم ظہور ہے ابتدا سے انتہا تک“

(OUR HERITAGE, P. 50.)

گورو رام داس (چوتھے گورو) کے سویسے میں ہے
 ”اس کی انتہا کو کون جان سکتا ہے، وہ خوف سے پاک اور بے شکل
 خدا کا مجسم ظہور ہے، صرف وہی ناقابل بیان خدا کو بیان کر سکتا ہے۔“
 ”وہ کون ہے جو زمین و آسمان کو اٹھائے ہوئے ہے، جس نے
 ہوا، پانی، آگ اور غذا پیدا کی، جس نے ہمیں رات میں چاند لائے
 اور دن میں سورج عطا فرمایا، جس نے چٹانوں والے مستحکم پہاڑ
 پیدا کئے اور درختوں کو پھول اور پھل بختے، فرشتوں اور سات
 سمندروں کو پیدا کیا اور مینوں دنیاؤں کو سنھالے ہوئے ہے، اس
 ہستی کا جو واحد خدا ہے، دائمی نام گورو امر داس محترم و مقدس
 ہے۔“ (گرنتھ صاحب انگلش ترجمہ جلد چہارم صفحہ ۲۶۱۳)
 یہ اوتار واد کا وہی تصور ہے جو گیتا، رامائن، اور پُراناؤں میں ہے۔
 ایسے جو دھ سنگھ، گرنتھ صاحب کے حوالوں سے خدا کے تصور پر
 روشنی ڈالتے ہیں :-

”خدا جیسا کہ گورو نانک اور ان کے جانشینوں نے سمجھا، اس کائنات
 کی تمام محسوس اور غیر محسوس اشیاء کا کُلّی خالق ہے وہ سنسار کو وجود
 میں لانے کے لئے کسی بھی دوسرے ذریعہ کا محتاج نہیں ہے۔“

” تو ہی بذات خود میرے، تو ہی قلم ہے اور تو ہی اُس کے اذہن کی تحریر،
 نامک نہیں ایک ہی کی بات کرو، دوسرے کی اتنان وہی کیوں؟ تو ہی
 بذات خود ہر جگہ جاتی، ساری ہے، تو ہی نے بذات خود کائنات کو بنایا
 تیرے سوا کوئی اور موجود نہیں ہے،

..... روح (پُرش) اور غرضی رُوح (پرکرتی) کو پیدا کر کے خالق
 نے خود ہی اپنے آرزو (حکم) کو نافذ کیا، موجود بالذات خدا پوری تخلیق
 کے متاع کو وجود میں لایا، اُس نے تین گنوں کو پیدا کیا اور مایا اور
 مہ کو تیز کیا، اُس نے وشنو کے لاکھوں اور مایوں کو پیدا کیا لاکھوں
 کائنات دھرم سکھانے کے لئے اس کے اسکل میں، اس نے
 لکھ لکھ شیعہ کو پیدا اور فنا کیا اور لکھ لکھ برہما کو کائنات کی تخلیق پر
 مقرر کیا، میرا خدا ایسا خداوند ہے؛ میں اس کی صفات بیان نہیں
 کر سکتا“ (گرنتھ صاحب کا انگشتر ترجمہ، جلد سوم، دیباچہ صفحہ ۲)

بائبل کا تصور

بائبل کے عہد نامہ عتیق OLD TESTAMENT میں جو یہودیوں اور
 عیسائیوں دونوں کے نزدیک مسلم اور مقدس صحیفوں کا مجموعہ ہے، پہلی کتاب
 کتاب پیدائش ہے۔ تخلیق کائنات سے متعلق یہودی اور عیسائی معتقدات
 کا بنیادی ماخذ یہی کتاب ہے۔ تخلیق کائنات کے متعلق اس کتاب میں ہے۔
 ”خدا نے ابتداء میں زمین و آسمان کو پیدا کیا، اور زمین و آسمان و

سنان تھی اور گہراؤ کے اوپر اندھیرا تھا اور خدا کی رُوح پانی کی سطح پر حبش کرتی تھی اور خدا نے کہا کہ روشنی ہو جا اور روشنی ہو گئی اور خدا نے دیکھا کہ روشنی اچھی ہے اور خدا نے روشنی کو تاریکی سے جدا کیا اور خدا نے روشنی کو دن کہا اور تاریکی کو رات اور شام ہوئی اور صبح ہوئی، سو پہلا دن ہوا۔ اور خدا نے کہا کہ پانیوں کے درمیان فضا ہو تاکہ پانی پانی سے جدا ہو جائے، پس خدا نے فضا کو بنایا اور فضا کے نیچے کے پانی کو فضا کے اوپر کے پانی سے جدا کیا اور ایسا ہی ہوا اور خدا نے فضا کو آسمان کہا اور شام ہوئی اور صبح ہوئی، سو دوسرا دن ہوا۔ اور خدا نے کہا کہ آسمان کے نیچے کا پانی ایک جگہ جمع ہوتا کہ خشکی نظر آئے اور ایسا ہی ہوا اور خدا نے خشکی کو زمین کہا اور جو پانی جمع ہو گیا تھا اس کو سمندر اور خدا نے دیکھا کہ اچھا ہے اور خدا نے کہا کہ زمین، گھاس اور بیج دار بوٹیوں کو اور پھل دار درختوں کو جو اپنی اپنی جنس کے موافق پھیلین اور جو زمین پر اپنے آپ ہی میں بیج رکھیں، اُگائے اور ایسا ہی ہوا، تب زمین نے گھاس اور بوٹیوں کو جو اپنی اپنی جنس کے موافق بیج رکھیں اور پھل دار درختوں کو، جن کے بیج ان کی جنس میں ہیں، اُگایا اور خدا نے دیکھا کہ اچھا ہے اور

لے دافع رہے کہ ابھی سورج کی تخلیق نہیں ہوئی ہے گویا بغیر سورج کے صبح اور شام ہوئی۔
 لے گویا ستاروں اور سورج کی تخلیق اور اُس کی حرارت سے پہلے زمین بھی تھی اور اُس پر نباتات کی روئیدگی بھی شروع ہو چکی تھی۔

شام ہوئی اور صبح ہوئی، سوئیرا دن ہوا اور خدا نے کہا کہ فلک پر نیر ہوں کہ دن کو رات سے الگ کریں اور وہ نشتاؤں اور زمانوں اور دنوں اور برسوں کے امتیاز کے لئے ہوں اور وہ فلک پر انوار کے لئے ہوں کہ زمین پر روشنی ڈالیں اور ایسا ہی ہوا۔ سو خدا نے دو بڑے نیر بنائے، ایک نیر اکبر کہ دن پر حکم کرے اور ایک نیر اصغر کہ رات پر حکم کرے اور اُس نے ستاروں کو بھی بنایا اور خدا نے اُن کو فلک پر رکھا کہ زمین پر روشنی ڈالیں اور دن پر اور رات پر حکم کریں اور اُجالے کو اندھیرے سے جدا کریں اور خدا نے دیکھا کہ اچھا ہے اور شام ہوئی اور صبح ہوئی، سو چوتھا دن ہوا اور خدا نے پانی سے کہا کہ جانداروں کو کثرت سے پیدا کرے اور پرندے زمین کے اوپر فضا میں اڑیں اور خدا نے بڑے بڑے دریائی جانوروں کو اور ہر قسم کے جاندار کو جو پانی سے بکثرت پیدا ہوئے تھے اُن کی جنس کے موافق اور ہر قسم کے پرندوں کو اُن کی جنس کے موافق پیدا کیا اور خدا نے دیکھا کہ اچھا ہے اور خدا نے اُن کو یہ کہہ کر برکت دی کہ بھلوا اور بڑھو اور ان سمتوں کے پانی کو بھر دو اور پرندے زمین پر بہت بڑھ جائیں اور شام ہوئی اور صبح ہوئی، سو پانچواں دن ہوا۔ اور خدا نے کہا کہ زمین جانداروں کو اُن کی جنس کے موافق چارے اور دینگے والے جاندار اور جنگلی جانور اُن کی جنس کے موافق پیدا کرے اور ایسا ہی ہوا اور خدا نے جنگلی جانوروں اور چوپایوں کو اُن کی جنس کے موافق اور زمین کے دینگے والے

جانداروں کو ان کی جنس کے موافق بنایا اور خدا نے دیکھا کہ اچھا ہے
 پھر خدا نے کہا کہ ہم انسانوں کو اپنی صورت پر اپنی شبیہ کی مانند بنادیں
 اور وہ سمندر کی پھیلیوں اور آسمان کے پرندوں اور چوپایوں اور تمام زمین اور
 سب جانداروں پر جو زمین میں رہتے ہیں، اختیار رکھے اور خدا
 نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا، خدا کی صورت پر اس کو پیدا
 کیا۔ نہ تو ناری ان کو پیدا کیا اور خدا نے ان کو برکت دی اور کہا کہ
 پھلو اور بڑھو اور زمین کو معمور و محکوم کرو اور سمندر کی پھیلیوں اور ہوا
 کے پرندوں اور کل جانوروں پر جو زمین پر چلتے ہیں، اختیار رکھو
 اور خدا نے کہا کہ دیکھو میں روئے زمین کی کل بیج دار سبزی اور
 ہر درخت جس میں اس کا بیج دار پھل ہو۔ تم کو دیتا ہوں، یہ
 تمہارے کھانے کو ہوں، اور زمین کے کل جانوروں کے لئے
 اور ہوا کے کل پرندوں کے لئے اور ان سب کے لئے جو زمین پر
 رہتے والے ہیں، جن میں زندگی کا دم ہے، کل ہری بوٹیاں کھانے
 کو دیتا ہوں اور ایسا ہی ہوا اور خدا نے سب پر جو اس نے بنایا
 تھا، نظر کی اور دیکھا کہ بہت اچھا ہے اور شام ہوئی اور صبح ہوئی
 سو چھٹا دن ہوا، سو آسمان اور زمین اور ان کے کل لشکر کا بنانا
 ختم ہوا اور خدا نے اپنے کام کو جسے وہ کرتا تھا ساتویں دن ختم کیا
 اور اپنے سارے کام سے جسے وہ کر رہا تھا ساتویں دن فارغ ہوا۔
 (پل دیابت ۲، ۱-۳)

لے گویا خدا شکل رکھتا ہے اور خدا اور ان ہم شکل ہیں۔

آخری بات کتاب خروج میں اس طرح ہے :-
 ” یاد رکھو کہ تو بہت کا دن پاک ماننا چھ دن تک تو محنت کر کے اپنا سارا کام کاج کرنا لیکن
 ساتواں دن خداوند تیرے خدا کا بہت ہے اس میں نہ تو کوئی کام کرے نہ تیرا
 بیٹا، نہ تیری بیٹی، نہ تیرا غلام، نہ تیری لونڈی، نہ تیرا چرواہا، نہ کوئی مسافر جو تیرے
 ہاں تیرے بھائیوں کے اندر ہو، کیونکہ خداوند نے چھ دن میں آسمان اور
 زمین اور سمندر اور جو کچھ ان میں ہے وہ سب بنایا اور ساتویں دن آرام کیا۔“

(باب ۲۰ - ۱۱)

گو یا کائنات کو پیدا کرنے میں خدا کو سخت مشقت ہوئی تھی! اس لئے وہ
 تھک گیا تھا اور اُسے آرام کرنا پڑا۔ اب انسان کی تخلیق کے متعلق چند اقتباس
 ملاحظہ ہوں -

” اور خداوند خدا نے زمین کی مٹی سے انسان کو بنایا اور اُس
 کے ننھوں میں زندگی کا دم پھونکا تو انسان جیتی جان ہوا اور خداوند
 خدا نے مشرق کی طرف عدن میں ایک باغ لگایا اور انسان کو جسے
 اُس نے بنایا تھا وہاں رکھا اور خداوند خدا نے ہر درخت کو جو دیکھنے
 میں خوشنما اور کھانے کے لیے اچھا تھا، زمین سے اُگایا اور باغ
 کے بیچ میں حیات کا درخت اور نیک و بد کی پہچان کا درخت بھی لگایا
 - اور خداوند خدا نے آدم کو حکم دیا اور کہا کہ تو باغ کے ہر درخت کا پھل
 بے روک ٹوک کھا سکتا ہو لیکن نیک و بد کی پہچان کے درخت کا کبھی نہ کھانا کیونکہ
 جس روز تو نے اُس سے کھایا تو مرا تو خداوند
 خدا نے آدم پر گہری نین بھجی اور وہ سو گیا اور اُس نے

اس کی پسلیوں میں سے ایک کو نکال لیا اور اس کی جگہ گوشت بھر دیا اور خداوند خدا اس پسلی سے جو اُس نے آدم میں سے نکالی تھی ، ایک عورت بنا کر اسے آدم کے پاس لایا اور سانپ کل دشتی جانوروں سے جن کو خداوند خدا نے بنایا تھا ، چالاک تھا

..... عورت نے سانپ سے کہا جو درخت باغ کے بیج میں ہے اُسکے پھل کی بابت خدا نے کہا ہے کہ تم نہ تو اسے کھانا دو نہ چھو تا ورنہ مر جاؤ گے ۔ تب سانپ نے عورت سے کہا کہ تم ہرگز نہ مرو گے بلکہ خدا جانتا ہے کہ جس دن تم اسے کھاؤ گے تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی اور تم خدا کی مانند نیک و بد کے جاننے والے بن جاؤ گے ۔ عورت نے اس کے پھل میں سے لیا اور کھایا اور اپنے شوہر کو بھی دیا اور اُس نے کھایا ، تب دونوں کی آنکھیں کھل گئیں اور اُن کو معلوم ہوا کہ وہ ننگے ہیں اور انھوں نے ابجیر کے پتوں کو سی کر اپنے لئے لنگیاں بنائیں اور انھوں نے خداوند کی آواز ، جو ٹھنڈے وقت باغ میں پھرتا تھا ، سنی اور آدم اور اس کی بیوی نے آپ کو خداوند خدا کے حضور سے باغ کے درختوں میں چھپایا ، تب خداوند خدا نے آدم کو پکارا اور اس سے کہا کہ تو کہاں ہے ؟ اس نے کہا میں نے باغ میں تیری آواز سنی اور میں ڈرا کیونکہ میں ننگا تھا اب میں نے اپنے آپ کو چھپایا ، اُس نے کہا تجھے کس نے بنایا کہ تو ننگا ہے ؟ کیا تو نے اُس درخت کا پھل کھایا جس کی بابت میں نے تجھ کو حکم دیا تھا کہ اسے نہ کھانا

لے گیا خدا نے مٹا دیا تھا اور سانپ نے صحیح پھل کھا کر انسان مر نہیں سکتا بلکہ پہچان کے قابل ہو گیا ۔

اور خداوند خدائے بہاؤ بخیر انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا۔ اب ہمیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا ہاتھ بڑھائے اور حیات کے درخت سے بھی کچھ لیکر کھائے اور ہمیشہ جیتا رہے، اس لئے خداوند خدائے اس کو باغ عدن سے باہر کر دیا۔ (پیدائش باب ۲ و ۳)

کتاب پیدائش باب ۶ میں ہے :-

”جب روئے زمین پر آدمی بہت بڑھنے لگے اور ان کے بیٹیاں پیدا ہوئیں تو خدا کے بیٹوں نے آدمی کی بیٹیوں کو دیکھا کہ وہ خوبصورت ہیں اور جن کو انھوں نے چنا، ان سے بیاہ کر لیا..... بعد میں جب خدا کے بیٹے انسان کی بیٹیوں کے پاس گئے تو ان کے لئے ان سے اولاد ہوئی۔ یہی قدیم زمانے کے سوراہے میں جو بڑے نامور ہوئے ہیں“

(آیت ۱۱، ۲، ۴)

گویا خدا کے بھی بیٹے ہیں اور وہ بہت جڑ سے شادیاں کرتے ہیں اور ان سے سوراہا پیدا ہوتے ہیں، یہ اسی طرح کا تخیل ہے جو مشرک قوموں میں ہر جگہ موجود ہے۔

کتاب پیدائش میں اس سے آگے حضرت نوح کے دور کا ذکر کرتے ہوئے ہے :-

”اور خداوند نے دیکھا کہ زمین پر انسان کی بدی بہت بڑھ گئی ہے اور اس کے دل کے تصور اور خیال سدا بڑے ہی ہوتے ہیں تب خداوند

زمین پر انسان کو پیدا کرنے سے بچتا یا اور نہایت دل گیر ہوا اور خداوند نے کہا کہ میں انسان کو جسے میں نے پیدا کیا روئے زمین پر سے مٹا دوں گا“

انسان سے لیکر حیوان اور رہینے والے جاندار اور ہوا کے پرندوں تک
کیونکہ میں ان کے بنانے سے پچھتا تا ہوں" (باب ۵-۵ تا ۷)

کتاب پیدائش کے ابتدائی ابواب سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے کائنات کی
ہر چیز کو تخلیق کیا اور اس کے بعد جب اسے دیکھا تو وہ ٹھیک نظر آئی لیکن اس
عبارت سے معلوم ہوا کہ خدا ان کو پیدا کر کے پچھتا یا اور غمگین ہوا، گویا خدا پچھتا تا
اور غمگین بھی ہوتا ہے۔

عیسائی بھی یہودیوں کی طرح عہد نامہ عتیق اور اس کی کتاب پیدائش کو تسلیم
کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ ایک ازلی وابدی ہستی کو خدا ماننے کے بجائے
تین ازلی وابدی ہستیاں - باپ، بیٹا اور روح القدس - مانتے ہیں۔ انھان کی
کے عقیدہ میں ہے۔

"باپ غیر مخلوق، بیٹا غیر مخلوق، روح القدس غیر مخلوق، باپ ازلی،
بیٹا ازلی، روح القدس ازلی، تاہم تین ازلی نہیں بلکہ ایک ہی ازلی ہو
..... باپ نہ کسی سے موضوع ہے نہ مخلوق نہ مولود، بیٹا صرف
باپ ہی سے ہے، نہ موضوع ہے نہ مخلوق بلکہ مولود، روح القدس باپ
اور بیٹے سے ہے، نہ موضوع نہ مخلوق نہ مولود بلکہ صادر ہے"

اسلام کا تصور

اسلام کی رو سے پوری کائنات کا ایک ہی خالق ہے اور وہ اللہ ہے، اس
کے فعل تخلیق میں کوئی شریک نہیں، آخر مخلوق خالق کیونکر ہو سکتی ہے اور خالق

فعل تخلیق میں خود اپنی مخلوقات کی مدد کا محتاج کیسے ہو سکتا ہے؟ قرآن مجید میں ہے:-
 ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۖ يَهْدِيَ مَنِ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۚ
 خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ قَاعْبُدُوهُ (انعام: ۱۰)
 وہ کہتا ہے کہ کائنات تو خدا نے پیدا کی ہے پھر تمہارے دیوی دیوتاؤں
 نے کیا پیدا کیا ہے؟

هَذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الْبَنَاتُ مِنْ دُونِهِ (نہمان: ۱۱)
 یہ جو اللہ کی تخلیق ہے تو مجھے بتاؤ کہ اس کے
 سوا دوسرے لوگوں نے کیا پیدا کیا ہے؟
 اللہ کے سوا سب مخلوق ہیں اور مخلوق کو چاہے تم دیوتا بنا لو وہ حنائی
 نہیں بن سکتی۔

وَإِذَا تَدْعُوهُمْ دُونَهُ إِلَىٰ سُلْطَانِهِمْ يَقُولُونَ هُوَ الَّذِي خَلَقَنَا وَإِنَّا بِلِقَائِهِ لَمُبْتَلُونَ
 اور انہوں نے اللہ کے سوا دیوی دیوتاؤں کے
 میں جو خدا کی چیز بھی پیدا نہیں کرتے اور
 وہ خود پیدائش دیتے ہیں۔ (فرقان: ۳۰)

ایک مکھی کا پیدا کرنا بھی کسی کے قبضہ قدرت میں نہیں:-

إِنَّ الْبَنَاتِ تَدْعُونَهُنَّ دُونِ اللَّهِ لَنُيَخْلَقْنَ ذُبَابًا وَلَئِنْ جُمِعُوا إِلَيْهِنَّ لَأَنَّهُنَّ كَذِبَتٌ عَلَيْهِنَّ ۚ
 اللہ کے سوا تم جنہیں پکارتے (پوچھتے) ہو
 وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے خواہ
 سب ہی کو زور لگائیں۔ (حج: ۷۳)

اسلام خدا کے سوا کسی شے کو ازلی نہیں مانتا، کائنات کی تخلیق کے لئے

ماوہ، روح اور اکاش وغیرہ کی ضرورت کا قائل ہے۔ قرآن مجید میں ہے:-

هِيَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرَةُ (حید) وہی سب سے پہلے (ازل) اور آخری سب سے بعد (ایدی) ہے۔

اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تشریح اس کی فرمائی ہے :-
 اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ اَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ
 تو ہی سب سے پہلے ہے تو تجھ سے پہلے کوئی شے نہیں اور تو ہی سب کے بعد میں ہے تو تیرے بعد کوئی شے نہیں۔
 (مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی، ابن ماجہ)

اور اس سے بھی زیادہ واضح الفاظ میں ہے :-
 كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُ شَيْءٌ اللّٰهُ تَعَالٰی اس کے ساتھ کوئی شے نہ تھی۔
 یعنی ایک وقت تھا جبکہ صرف اللہ تھا، نہ کائنات تھی، نہ مادہ، نہ روح، نہ اور کچھ، پھر خدا نے نیست سے ہمت کیا اور کائنات کی تخلیق کی :-

بَدِئُجِ الْمَسٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ
 آسمانوں اور زمینوں کا بدیہ (موجود) اور
 جب وہ کسی امر کا فیصلہ فرماتا ہے تو صرف یہ کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔
 (لقمہ ۱۱۷)

بَدِئُجِ جو کسی چیز کو کسی نمونہ اور کسی ذریعہ کے بغیر پیدا کرے "کہتا ہے کہ ہو جا" پس وہ ہو جاتا ہے " ————— یعنی تخلیق کے لئے اُسے کسی مادہ، کسی ذریعہ اور کسی سہارے کی ضرورت نہیں، اس کا ارادہ ہی تخلیق کے لئے کافی ہے، وہ چاہتا ہے اور پسینہ موجود ہو جاتی ہے۔

خدا تخلیق میں آزاد ہے، جو چاہے اور جس طرح چاہے پیدا کرے :-
 وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ اور تمہارا رب جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے
 مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ اور جو چاہتا ہے پس نہ کرتا ہے "ن (مخلوق)
 (قصص ۶۸) کے لئے پسند و انتخاب نہیں۔

اللہ تدبیر و حکیم ہے، وہ جو کچھ پیدا کرتا ہے علم، حکمت اور قدرت کا ملکہ کے تحت کرتا ہے اس لئے اس کے پچھتائے، غمگین ہونے اور غلط کام کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا :-

إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ جَلْبَابُهُ شَيْءٌ فِي
الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ هُوَ
الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ
كَيْفَ يَشَاءُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ
الْحَكِيمُ (آل عمران، ۶)

زمین و آسمان کی کوئی شے اللہ پر پوشیدہ
نہیں وہ (ماں کے) رحم میں جس طرح
چاہتا ہے تمہاری صورت گری کرتا ہے،
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زبردست
اور حکمت والا ہے۔

اُس کی تخلیق میں کوئی نقص نہیں :-

مَا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَنِ مِن
تَفَوتٍ (ملک، ۳)

تم رحمن (خدا) کی تخلیق میں نقص
نہ پاؤ گے۔

خدا نے ہر شے کی تخلیق منصوبے کے تحت کی ہے :-

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدْ رَمَاهُ
تَقْدِيرًا (زقان، ۲)

اور اس نے ہر شے کو پیدا کیا تو اس کا
منصوبہ اور اندازہ بنایا۔

کائنات کا مادہ پہلے یکجا تھا، پھر اس کے ٹکڑے ہوئے اور زمین اور
عالم سماوی بنے اور زندگی کی ابتدا پانی سے ہوئی :-

أَوَلَمْ يَرِ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا
رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ
الْمَاءِ نَارًا (پہلے، یکجا تھے پھر ہم نے انہیں
الگ الگ کر دیا اور پانی سے برحقیات

اَللّٰهُ كَلَّ شَيْئًا حَتّٰی (انبیاء: ۳۰) شے بنائی۔
کائنات ابتدا میں گیس کی شکل میں تھی :-

ثُمَّ اسْتَوٰی اِلٰی السَّمَاءِ وَرَهٰی (نصرت: ۱۱)
پھر وہ عالم سماوی کی طرف متوجہ ہوا اور
وہ دھوئیں کی شکل میں تھا۔

کائنات ایک دم نہیں بنی، تدریج سے بنی اور چھ ادوار میں تخلیق پذیر ہوئی۔
اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ یَقِیْنًا تَہَارِب (مالک و معبود) اللہ ہی
السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ فِیْ سِتَّةِ
آیّاتہ (اعراف: ۵۴) میں تخلیق فرمایا۔
ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن

”یوم“ عربی میں چوبیس گھنٹے کے لئے بھی آتا ہے اور مطلق زمانے کے لئے
بھی، یہاں دوسرے ہی معنی مراد ہیں کیونکہ کائنات کی تخلیق کے دوران موجودہ
دن رات کا ذکر بے محل ہے، پھر قرآن مجید میں صراحت ہے کہ اللہ کا دن ہزاروں
برس کا ہوتا ہے۔

کائنات کو پیدا کرنے سے خدا کو تکان نہیں ہوا :-

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ وَ
مَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَمَا مَسَّنَا
مِنْ اَلْغَوْبِ (ق: ۱۳۸)
اور یقیناً ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور ان
کے مابین کی مخلوقات کو چھ دن میں پیدا کیا
اور ہمیں کوئی تکان نہیں ہوا۔

خدا سوتا نہیں، نہ کائنات کی نگرانی اس کے لئے بار ہے :-

لَا تَاْخُذُہٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ..... اُسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند.....
وَلَا یُؤْدُّہٗ حِفْظُہُمْ وَہُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ اور کائنات کی نگرانی اُس پر باہر نہیں اور وہ بلند اور
صاحب عظمت ہے۔ (لقمہ: ۲۵۵)

زندگی کا یہ ہنگامہ زوجیت کی بنیاد پر قائم ہے، ہر چیز جوڑے جوڑے ہے۔
وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ (ذوالہوت ۴۶) اور ہم نے ہر چیز کو جوڑے جوڑے بنایا۔
خدا کے مثل کوئی شے نہیں ہے۔

كَيْسٌ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ
خدا کی طرح کوئی شے نہیں۔

انسان کو اُس نے زمین پر اپنا خلیفہ بنایا:-

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ خَلْقًا فَرَقَ فِي الْأَرْضِ (فاطر ۳۹) خدا وہ جس نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا۔

اور انسان کی نظرت میں نیکی و بدی کی تمیز خود رکھ دی:-

فَالْمُهَيَّاءُ لِحُورٍ مَّا وَتَقَوَّاهَا (شعرا ۸) تو خدا نے ہر نفس کو اہام کی اُسی پکاری اور اُسی نیکی

انسان کی زندگی کا مقصد اللہ کی لاشریک بندگی ہے:-

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (ذوالیات ۵۶)

اور میں نے جن و انس کو نہیں پیدا کیا مگر اس لئے کہ وہ میری بندگی کریں۔

اور اس راوی کی مشکلات میں اُسے زندہ جاوید خدا پر بھروسہ کرنا چاہیے:-

وَنُفِخَ كُلُّ نَفْسٍ فِي رُوحِهَا (صافات ۱۰۱) اور اُس (خدا) پر بھروسہ کرنا جو زندہ

(ذرفتان ۵۸) (واجب الوجود) ہے اور جسے کبھی موت نہیں آئے گی۔

اُس کے سوا ہر شے فنا ہونے والی ہے:-

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ (قصص ۸۸) ہر شے فنا ہونے والی ہے سوائے خدا کی ذات کے

یہ ہے اسلام کا تصور تخلیق کائنات، تخلیق انسان اور خالق کائنات کے

بارے میں! انسان کا علمی و سماجی ارتقاء اس کی تردید نہیں، تاہم یہ کہتا ہے۔

۲۲۵۸